جملہ حقوق محفوظ

فستذکرون ما اقول لکم

اسلامی جذبات عالیہ کا مرقع

یعنی

آئینۂ حرم

جسمیں

فخر نسوان ہند محترمہ ز۔ خ۔ ش صاحبہ

کے گہر بار تخیل نے شعر کے موتی صفحہ قرطاس پر بکھیرے ہیں

اور حقوق نسواں کی حمایت و ترجمانی کا حق ادا کیا ہے

سنہ ۱۹۲۷ء

T.T.F LIB
No: 23

دار الاشاعت پنجاب لاہور

بار دوم

قیمت ۸/

Taj Tahir Foundation

فستذکرون ما اقول لکم

آئینہ حرم

مصنفہ

ز۔ خ۔ ش۔ (علی گڈھی)

NO. 2347
T.T.F LIBRARY

دار الاشاعت پنجاب لاہور

قیمت ۸/

Taj Tahir Foundation

Taj Tahir Foundation

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱	انتساب	۵
۲	ترانۂ حمد	۷
۳	آئینۂ حرم	۹
۴	عالمِ نسواں میں انقلاب	۲۲
۵	تصادمِ رواج و شرع	۲۴
۶	بہنوں سے دو دو باتیں	۲۶
۷	مہذب بہنوں سے خطاب	۲۸
۸	دامِ فریب	۲۹
۹	چیست یارانِ طریقت! بعد ازیں تدبیرِ ما	۳۰
۱۰	قدومِ میمنت لزوم	۳۳
۱۱	ثمر کا شجر سے خطاب	۳۵

Taj Tahir Foundation

Taj Tahir Foundation

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

انتساب

مدہ عنانِ تعلق بہ حسنِ ہر ذرہ
برآر دستے و بر دوش آفتاب انداز

عرفی

یہ آنسوؤں کی لڑی۔ یہ درد کی تڑپ۔ یہ سوزش کی آہ۔ ہاں ایک فریادی کا استرحام۔ ایک ناشاد کی نوحہ گری۔ ایک زخمی کی چیخ۔ یعنی کتاب **آئینۂ حرم** اسلام کے اس سچّے شیدائی۔ تعلیمِ نسواں کے اس زبردست حامی کے نامِ نامی سے منسوب و معنون کی جاتی ہے۔ جس کا فیضانِ تربیت اس مجموعۂ پریشاں خیالی کی تسوید و تنشید کا معنوی سبب ہے اور جس کی قومی محبّت وطنی اثر و نسلی خصوصیت کے طور پر خاکسار مصنّفہ کے رگ و پے میں سرایت کئے ہوئے ہے۔ یا

دوسرے لفظوں میں

کُلُّ شَيْءٍ يَرْجِعُ اِلٰی اَصْلِہٖ کے عام اصول کی متابعت میں دریا کے

سامنے قطرہ۔ خورشید کے حضور ذرہ۔ گلشن کے پاس پھول" گرچہ خوردیم نسبتے ست بزرگ" کا فخریہ کلمہ پڑھتے ہوئے اپنی سعی بے حقیقت کو ہدیتاً پیش کر رہے ہیں

اُمیّد ہے

کہ میرے جان سے زیادہ پیارے والد ماجد دام ظلہ العالی اس نظرِ محقر کو خوشی کے ساتھ شرفِ قبولیت فرمائیں گے ؎

ہمتم بدرقہ راہ کن۔ اے طائرِ قدس۔
کہ درازست رہِ منزل و من نوسفرم +

Taj Tahir Foundation

ترانۂ حمد

(منظومہ سنہ ۱۹۲۰ء)

بینائی سے تھی محروم نظر۔ پردے میں نہیں تھا نور ترا۔
جب آنکھ سے نکلی گرد خودی۔ دل ہی نظر آیا طور ترا +
کیوں شعلے پلک جھپکاتے ہیں۔ کیوں تارے فلک چمکاتے ہیں +
ہاں حسن ہمیں دکھلاتے ہیں۔ انوار قریب و دور ترا +
ہر سمت ہے بزمِ ذکر بپا۔ کیا فرشِ زمیں۔ کیا دوشِ ہوا۔
کرتا ہے ثنا چوپایہ تری۔ گاتا ہے بھجن عصفور ترا +
اس کارگہ غم سازی میں۔ رکھتے ہیں سہارا اے مالک۔
گُل ہیکش اہلِ سرمایہ۔ کل غرقِ عرق مزدور ترا +
ہر کوہکنی کا تلخی چش۔ ہے تیری امیدِ فضل پہ خوش۔
محتاج ہے کامِ شیریں میں۔ ہر خسرو و ہر شاپور ترا +
اے بادشہ اعلےٰ و اجل! ہے ہاتھ میں تیرے دہر کی کل۔
ممکن ہی نہیں تاخیر عمل۔ کا شاکی ہو منشور ترا +
یکساں نہ رہا۔ قائم نہ رہا۔ انساں کا عمل۔ انساں کا سخن۔

ٹوٹا ہی نہیں ۔ بدلا ہی نہیں ۔ قانون ترا ۔ دستور ترا +
حیراں ہوں مرض جاتا ہے کہاں ۔ کس کُنج میں غم ہوتا ہے نہاں ۔

بیتا ہے بقصدِ چارۂ جاں ۔ جب نام دلِ رنجور ترا +
حاجت ہے مجھے تفہیم کی کیا ۔ ہاں خود ہی سمجھ ۔ ہاں خود ہی بتا ۔

عاشق ہے شہیدِ تیغِ رضا ۔ یا حُسن پرستِ حور ترا +
اے میرے خدا! اے میرے خدا! کس طرح کرے شکرانہ ادا ۔

اک ذرّۂ بے مقدار ترا ۔ اک مضغۂ بے مقدور ترا +
سُبحَانَكَ یَا ذَالمجد پڑھے غُفرَانَكَ اَللّٰھُمَّ کہے ۔

ہر ڈھب سے لبِ ذ ِ خ پہ رہے ۔ اے بارِ خدا مذکور ترا +

Taj Tahir Foundation

مسدس آئینۂ حرم

(منظومہ ۱۹۱۵ء)

میں نے مانا کہ خموشی ہے بیاں سے بہتر۔ لب بپیوستہ۔ لبِ شہد فشاں سے بہتر،
صبر شیون سے۔ شکیبائی فغاں سے بہتر۔ دل ہے اسرار کے رہنے کو زباں سے بہتر،
پر ہر ایک شئے کے لئے حد ہے معین لوگو۔
ضابطہ ورد ہو کب تک جگرِ زن لوگو+

مہد سے تا بہ لحد ظلم اُٹھائے صدیوں۔ تیر پہ تیر دلِ خستہ نے کھائے صدیوں+
چُپکے چُپکے گُہر اشک لُٹائے صدیوں۔ قصصِ حسرتِ دل۔ دل کو سُنائے صدیوں+
صنفِ غالب میں، گر اس صبر و سکوں کا شمّہ۔
سعی و تفتیش سے مِل جائے تو میرا ذمّہ+

عُجب و پندار و تکبّر ہے جو واں مہرِ بگوش۔ مُہرِ لب یاں بھی ہے پابندی اوضاع کا جوش+
نہیں جوں مرغِ سحر سمع خراش اپنا خروش۔ شمع ساں شب کو ہیں گریاں تو سحر کو خاموش+
وہ ہیں شاداں۔ کہ ”تظلّم میں جو ماہر ہیں تو ہم“۔
ہم ہیں نازاں۔ کہ ”طبیعت پہ جو قادر ہیں تو ہم“+

بھائیو! آہ۔ رہے سینے میں مدفوں کب تک۔ دل ہی دل میں گلۂ طالعِ وارژوں کب تک+

Taj Tahir Foundation

آستیں سے ہو نہاں دیدۂ پُرخوں کب تک۔ غم کو پوشیدہ رکھے خاطرِ محزوں کب تک +

حالِ دل کیوں نہ کہیں ہم منہ میں زباں رکھتے ہیں +

ہم بھی پہلو میں دل۔ اور جسم میں جاں رکھتے ہیں +

دل کو ارماں۔ کہ زنِ ہند کا کچھ حال لکھوں۔ طبع حیراں۔ کہ میں الفاظ کہاں سے لاؤں +

ہیں پریشاں۔ کہ پشیماں نہ کرے بختِ زبوں۔ ہاں کہی بات پرائی ہے۔ کہوں یا نہ کہوں +

آگیا لب پہ مگر ذوقِ تکلم سے سخن۔

منہ پہ آئی بھی کہیں رُکتی ہے؟ اے مشفقِ من +

کیا کہوں۔ کیسے الم دیدہ و ناشاد ہیں ہم۔ خستۂ جور ہیں ہم۔ کُشتۂ بیداد ہیں ہم +

تختۂ مشقِ سناں بازیٔ صیاد ہیں ہم۔ آدمی کاہے کو ہیں۔ پیکرِ فولاد ہیں ہم +

ہائے یہ ظلم۔ کہ بے جرم چلائیں خنجر۔

اُس پہ یہ حکم۔ کہ فریاد نہ آئے لب پر +

ہم کو کیا علم۔ کہ کیا شے ہے مزا دنیا کا۔ نہ یہ معلوم۔ خوشی نام ہے کس چڑیا کا +

آہ بے جرم ہمیں صنفِ قوی نے تاکا۔ تختۂ مشق بنایا ستمِ بے جا کا +

آج انساں کے فضائل سے ہیں دونوں محروم۔

ایک تفسیرِ جہولؔ[1]۔ ایک ہے تفسیرِ ظلومؔ +

پائے بندی ہے ہر ایک شخص کو سرمایۂ ننگ۔ اک زنِ شرق ہے بیداد کشِ قیدِ فرنگ +

رہتے ہیں وسعتِ دُنیا میں سدا جان سے تنگ۔ ہم میں اور عیش میں ہے فاصلہ صد فرسنگ +

زندگی ہے کہ مصیبت کا اک افسانہ ہے۔

دلِ محزوں ہے کہ حسرت کا سیہ خانہ ہے +

بار ہیں دہر پہ ناخواستہ مہماں کی طرح۔ مہرِ گرما کی طرح۔ برفِ زمستاں کی طرح +

---

[1] اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا۔ درحقیقت انسان بڑا ہی ظالم بڑا ہی نادان ہے۔ (الآیہ) +

وحشی و جاہل و بے علم ہیں حیواں کی طرح۔ دائم الحبس ہیں ہم قاتلِ انساں کی طرح+

بے حس و بے حرکت۔ بے بس و سرافگندہ۔

بچہ در دستِ جواں۔ مُردہ بدستِ زندہ+

اس سے تشبیہ نہ دو بے بسیٔ نسواں کو۔ رُخصتِ سیرِ چراگاہ ہے جب حیواں کو+

ہے قفس میں بھی یہ سُکھ بلبلِ خوش الحاں کو۔ یاد کر سکتی ہے رُو رُو کے گلِ خنداں کو+

نہ تڑپنے کی اجازت ہے نہ فریاد کی ہے۔

گُھٹ کے مر جاؤں یہ مرضی مرے صیاد کی ہے+

آتشِ ظلم سے دُنیا ہوئی دوزخ ہم پر۔ پھونک ڈالا تپِ دق بن کے غموں نے اکثر

بے اجل مرتے ہیں نہ خانے کے اندر گُھٹ کر۔ ہیں جو تنگی میں منافق کی لحد سے بدتر+

ڈاکٹر کہتے ہیں "در کھولو۔ ہوا آنے دو"+

سنگ دل کہتے ہیں "ہرگز نہیں۔ مر جانے دو"+

حرفِ "عزت" سے نہیں کان ہمارے آگاہ۔ سر نوشتِ رُخِ نسواں میں ہے ذلت کی نگاہ+

کہتے ہیں "اپنے تفوق کا ہے قرآن گواہ"۔ مصحفِ رب پہ یہ بُہتان۔ عیاذاً باللہ+

کون یہ کہہ کے ہے کشتنی و قابلِ دار۔

ترجمہ کیجے نہ قوام[١] کا۔ آقا۔ سرکار+

اور اگر چون و چرا کا کوئی کر بیٹھے گناہ۔ ترشا ترشایا جواب اس کو یہ موجود ہے آہ+

"فتنہ پرداز۔ ریاکار۔ فریبی۔ گمراہ۔ آپ بھی طالبِ عزت ہوئیں سبحان اللہ+

ہوگیا۔ آہ اسی بے ادبی سے رسوا۔

فرقۂ فاطمہؓ و عائشۂ صدیقہ+

خود بھلے بنتے ہیں اوروں کو بُرا کہتے ہیں۔ "ناقص العقل" ہمیں یہ عُقلا کہتے ہیں+

١؎ اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ (الآیہ)+

Taj Tahir Foundation

"پُردغا" کہتے ہیں "بے مہر و وفا" کہتے ہیں۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کیا کہتے ہیں +

کوتوالوں سے لڑیں چور ستم ہے کہ نہیں۔
یہ تماشا سببِ غصہ و غم ہے کہ نہیں +

اور لو۔ کہتے ہیں "ہم سے ہوسواچین ہیں تم" کہ پڑی اینڈتی ہو پہنے حریر و قاقم +
فکرِ اسبابِ معیشت میں یہاں ہوش ہیں گم۔ وقفِ گردش ہیں سدا صورتِ پیمانہ و خم +

زن پہ شوہر ہے شرربار۔ ستم۔ ہائے ستم۔
اس صفائی سے پھر انکار ستم۔ ہائے ستم +

جسمِ اسلام کو افگار کیا۔ ظلم کیا۔ صنفِ محمود کو بے کار کیا۔ ظلم کیا +
بے زباں صورتِ دیوار کیا۔ ظلم کیا۔ شہر بھر سرِ بازار کیا۔ ظلم کیا +

کر کے بدنام بلا رنج و تاسّف ہم کو۔
پابزنجیر کیا صورتِ یوسفؑ ہم کو +

ان کو رہ رہ کے ستاتا ہے یہ بے اصل خیال۔ گھر میں پڑھ لکھ کے خواتین کا رکنا ہے محال +
کہیں اُٹھے نہ مساوات کا غم خیز سوال۔ کہیں ہو جائے نہ مردوں کی حکومت کا زوال +

ہائے ان خودغرضوں کو نہیں اتنی بھی خبر۔
زوجۂ جاہلہ ہے آفتِ جانِ شوہر +

آئیے جاہلہ کا آپ کو دکھلاؤں گھر۔ پھر گیا بوئے غلاظت سے قدم رکھتے ہی سر +
ظلمتِ دُود ہے قوّت گسلِ چشم و نظر۔ گردِ جاروب سے سینے میں نہیں دم کا گزر +

کیا نہیں دُشمنِ جاں نالی کا گندہ پانی
"ایں سخن را چہ جواب است؟ تو ہم میدانی"

مرغیاں جا کے منڈیروں پہ لڑیں چوں چوں چوں۔ آ رہا چائے کا ست نیچے اڑا ڑا دھوں +
ظرفِ ناشُستہ مثالِ سرِ عاصی ہیں نگوں۔ زاغ و سگ کے لیے پس خوردہ ہے طعمِ موزوں +

Taj Tahir Foundation

مِل کے دونوں نے عجب شور مچا رکھا ہے۔
مدح بیگم سے مکاں سر پہ اُٹھا رکھا ہے۔

کتھے چونے سے ہے اس طرح منقش دیوا۔ نقشِ دیوار ہو گر دیکھ لے مانی اک بار۔
جھاڑ فانوس کی تزئین سے ہو دل میں غبا۔ اک نظر دیکھ لو گر مکڑی کے جالوں کی بہا۔

نہیں محدود بشر تک کرمِ شاد نشیں۔
بھڑ کا چھتّا ہے کہیں گھونسلا چڑیا کا کہیں۔

چارپائی پہ۔ اسی کمرے کی دائیں جانب۔ پاندان کھولے ہوئے بیٹھی ہیں بیگم صاحب۔
پاس ہی فرش پہ ماما ہے نظر کی طالب۔ جس کے ملبوس کی بدبو ہے خرد کی سالب۔

بڑبڑاتی ہے کبھی یہ۔ کبھی وہ چیختی ہیں۔
دیکھنا حاکم و محکوم کی تُو تُو میں میں۔

سامنے کمرہ ہے اک مختصر و تیرہ و تار۔ تازہ و صاف ہوا جس میں نہیں پاتی بار۔
آنکھ ہو جاتی ہے جب خستۂ سعیِ بسیار۔ تب کہیں جا کے نظر آتی ہے شکلِ بیمار۔

ایک دوشیزہ کم سِن ہے مسہری پہ دراز۔
واہ رے حسن! مرض میں بھی ہے تو دیدہ نواز۔

تن پہ پوشاک نہیں میل بھری صافی[۱] ہے۔ جس کی رنگت سے خجل عقل کی گستاخی ہے۔
پھر غضب یہ کہ حفاظت کو بھی ناکافی ہے۔ کہتی ہوں اوپرے دل سے کہ "خدا شافی ہے"۔

حاذق الملک بہادر تو ہیں پُرسانِ مزاج۔
عملاً حضرتِ شمس العلما کا ہے علاج۔

آہ اے بے خبر لذّتِ جانِ شیریں۔ تیری دُشمن ہے تری مادرِ زار و غمگیں۔
"پائزن"[۲] کہتے ہیں کس کو! اُسے معلوم نہیں۔ کان کی ہے جو دوا تجھ کو پلا دے نہ کہیں۔

---

[۱] دیگچی وغیرہ پونچھنے صاف کرنے کا کپڑا جسے "جھاڑن" بھی کہتے ہیں۔ [۲] زہر۔

اُف دواؤں کی یہ آلودگیِ گرد و غبار۔
ڈر ہے کر دے نہ تجھے اَور زیادہ بیمار +

ماں کا ہر دم سخنِ یاس فزا فرمانا۔ بیٹھے بیٹھے وہ سرِ شک آنکھ میں بھر لانا +
شور کرتے ہوئے بچّوں کا وہ گھُس گھُس آنا۔ میوۂ فصل ترے سامنے لاکر کھانا +

آہ اس ظلم کے معنی ہیں بہت فاش و عیاں۔
جہلِ دیوی پہ یہاں بھینٹ چڑھے گی اک جاں +

محنتِ شاقّہ سے تھک کے میاں آیا گھر۔ نالۂ طفل سے پایا ہے بپا اک محشر +
دھپ جاتے ہوئے ماں پوچھتی ہے چلّا کر۔ "نامراد! اب تو نہ جائے گا کبھی کوٹھے پر +

جھُٹ پٹا وقت ہے ظالم! کھُلے میداں ہیں جا۔
ہوگیا یوں ہی تو پریوں کا بہن پر سایا" +

رو کے بولا پسر "اماں! کوئی دیوانہ ہوں۔ اب اگر جاؤں تو اتنا ہی بڑا مر جاؤں" +
ماں کے پنجے سے رہا ہو کے دیا کوسا یوں۔ "بڑی آپا کی طرح تو بھی لگے تھوکنے خوں" +

دیکھنا جنگ کا نظارہ ادھر ہیں مادر۔
لختِ دل سلمہ اللہ تعالےٰ ہیں اُدھر +

یہ وہی راحت و آرام ہے اے اہلِ شعور۔ جس کی دھن میں زنِ جاہل ہوئی تجھ کو منظور +
گھر کی بی بی کا ہو جب دیدۂ باطن بے نور۔ اُس کو کیا علم کہ تیرے لئے راحت ہے ضرور +

کیسے ممکن ہے سمجھ میں نہیں آتا واللہ۔
زوجۂ جاہلہ و شوہرِ عالم کا نباہ +

ماتمِ ترکی و ایراں سے وہاں جامہ دری۔ یاں پھٹے چیتھڑے۔ اور مشغلۂ بخیہ گری +
شیر سے معرکہ آرا ہے وہاں مردِ جری۔ دیکھ کر غوک کو یاں۔ "ہائے مری ہائے مری" +

شوق طیّارہ میں اُڑنے کا شب و روز وہاں۔

Taj Tahir Foundation

ریل کے نام سے اُٹھتا ہے یہاں دل میں دُھواں +

تیری اہلیّہ جو بے علم ہے مردِ معقول۔ پسرِ خادمِ ملت کی توقّع ہے فضول +
ماں کی آغوش ہے بچّے کا وہ پہلا اسکول۔ جس کے اسباق کی تا مرگ نہیں ممکن بھول +

دُور ہوتا اثرِ جہل گر اس مکتب سے۔
ہم نہ رہتے صفِ اقوام میں پیچھے سب سے +

یاد ایّام کہ تھا بخت فدائے مسلم۔ ڈھونڈھتے تھے فلک وارضِ رضائے مسلم +
دلِ ہرقل کو ہلاتی تھی ندائے مسلم۔ تاجِ ایران تھا زیرِ کفِ پائے مسلم +

رُتبۂ اَنۡتُمُ الۡاَعۡلَوۡنَ[۵۱] تھا اس کے لائق۔
قولِ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ[۵۲] اس پر صادق +

ہم تھے اس عہدِ ہمایوں میں نہ یوں مشقِ ستم۔ بے دل و روح اندھا دُھند نہ کہلاتے تھے ہم +
قفسِ خشت میں گھُٹ گھُٹ کے نکلتا تھا نہ دم۔ ہم نے کھائی نہ تھی یوں گھر سے نکلنے کی قسم +

عضوِ مفلوج کی مانند نہ بیکار تھے ہم۔
قصرِ اسلام کی تعمیر میں معمار تھے ہم +

ہم سے خالی نہ تھی یوں انجمن قال اقول۔ نہ گرایا تھا ہمیں صورتِ حرفِ معلول +
عائشہ رضؓ کے دہنِ پاک سے جھڑتے تھے جو پھول۔ آج تک ہیں وہ بہارِ چمنِ شرعِ رسول +

عرصۂ جنگ میں بھی ہم نے کئے کار وقیع
صنفِ نازک سے نہ تھی خولہ جانباز و شجیع +

---

۵۱ لَا تَہِنُوۡا وَلَا تَحۡزَنُوۡا وَاَنۡتُمُ الۡاَعۡلَوۡنَ اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ۔ سُست و غمگین نہ ہو۔ اگر تم مؤمن ہو تو (ضرور) علو مراتب حاصل کرو گے۔ (الآیہ) +

۵۲ اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَرَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا۔
آج میں نے تمہارے دین کو مکمل کیا اور تم کو اتمام نعمت سے مشرف فرمایا۔ اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند فرمایا۔ (الآیہ) +

Taj Tahir Foundation

بزم میں مخفی و خنسا کی فصاحت دیکھو۔ رزم میں اردہ و اسما کی شجاعت دیکھو+
چاند بی بی کی۔ رضیہ کی۔ حکومت دیکھو۔ نورا یوانِ جہاں گیر کی سیرت دیکھو+
علم کی بھوک میں لیتے تھے کنیزوں سے خوراک۔
ابنِ ہارون کبھی اور کبھی ابنِ سماک+

زندگانی ہے جن اقوام پہ سو جاں سے نثار۔ جن کی ہے حریّت اک بندۂ فرماں بردار+
مُڑ گئی جن کی طرف توسنِ عزّت کی مُہار۔ پھر گئی جن کی طرف چشمِ رضائے غفّار+
پیچھے قابض ہوئیں زینت کدۂ دُنیا پر۔
پہلے پہنایا خواتین کو علمی زیور+

کرۂ ارض کا وہ خطّۂ محکوم و غلام۔ دونوں ہاتھوں سے ترقی نے کیا جس کو سلام+
جس کو کہتے تھے کبھی منزلِ وحی و الہام۔ گونجتا تھا کبھی توحید کا جس میں پیغام+
جس پہ اب قہرِ خداوند ہے رحمت کی جگہ۔
جس کو اب لوگ کہا کرتے ہیں عبرت کی جگہ+

صنفِ نازک کے ستانے سے ہوئی اُس کی گت۔ کہ نہ عزّت ہے۔ نہ دولت ہے۔ نہ علم و حکمت۔
عملِ زشت کا گردن میں ہے طوقِ لعنت۔ پاؤں میں بستۂ تارِ رسنِ عبدیت+
یوں تو مشرق کی ہر اک قوم ہے ادبار میں فرد۔
حالِ مسلم ہے مگر سب سے زیادہ پُر درد+

کون مسلم؟ وہی فرماں برشاہِ انساں۔ ہاں وہی مصلحِ اخلاقِ تباہِ انساں۔
ہاں وہی اوجِ دہِ رایتِ جاہِ انساں۔ ہاں وہی نوردہِ بختِ سیاہِ انساں+
ہاں وہی واقفِ عقلیّتِ اسباب و علل۔
ہاں وہی واصفِ حُرّیتِ افکار و عمل+

اب وہ محکوم ہے تھا خیرِ اُمم[۱] جس کا لقب۔ امر بالعرف نہ وہ نہی عن المنکر اب +
مجھ سے پوچھے جو کوئی اس کی غلامی کا سبب "سلب آزادیِ عورات" کہوں گی باادب +

چین تجھ کو نہ ملا۔ میرے ستانے والے۔
تو بھی ٹھنڈا نہ رہا۔ جی کے جلانے والے + (بنتِ معین)

اب بھی دے قدرتِ ایثار جو رب قدرت سے۔ اب بھی گر شومیِ قسمت ہو جُدا قسمت سے +
یعنی ہوں مرد کنارہ کش انانیت سے۔ یعنی عورات ہم آغوش ہوں حریّت سے +

قوم کی سمت رُخِ شاہدِ عزت مُڑ جائے۔
صورتِ ہوش رُخِ غیر سے رنگت اُڑ جائے +

مرد و زن مِل کے اُٹھا سکتے ہیں وہ ثقل بار۔ کانپ اُٹھا جس سے دلِ ارض و سپہرِ دوار +
مرد و زن مِل کے لگا سکتے ہیں وہ کشتی پار۔ جو خلیجِ متلاطم میں پڑی ہے بے کار +

آؤ۔ وحدت کی امانت کو اُٹھالیں مِل کر۔
آؤ۔ اسلام کی کشتی کو بچالیں مِل کر +

بھائیو! عرضِ دلِ زار کو منظور کرو۔ خانۂ قوم کو تعلیم سے معمور کرو +
بدگمانی کو دماغوں سے بس اب دُور کرو۔ ہاں بس اب تیرگیِ جہل کو کافور کرو +

چھوڑ دے۔ بہرِ خدا چھوڑ دے انداز ستم۔
اَیُّھَا الْمُسْلِمُ! لَا یُرْحَمُ مَنْ لَّا یَرْحَمُ[۲] +

---

[۱] کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ
تم وہ بہترین اُمت ہو جو (لوگوں کی رہنمائی) کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ تم نیک کام کا حکم دیتے ہو۔ اور بُرے کام سے منع کرتے ہو (الآیہ) +

[۲] اے مسلم! جو شخص (کسی پر) رحم نہیں کرتا اُس پر (خدا کی طرف سے) رحم نہیں کیا جاتا +

کچھ ضعیفوں کے ستانے میں خطر ہے کہ نہیں۔ ظلم پر وعدۂ تعذیبِ سقر ہے کہ نہیں +
تجھ کو کچھ قہرِ خداوند کا ڈر ہے کہ نہیں۔ سر پہ ہے ساعتِ انصاف خبر ہے کہ نہیں

بے گناہوں پہ کچھ اچھی نہیں ہوتی بیداد۔
حق نہ بخشے گا۔ نہ بخشے گا کبھی حقِ عباد +

شوق نظارۂ تھیئٹر و بازا نہیں۔ مقصدِ حریت و علم یہ زنہار نہیں +
حکم برداریِ شوہر سے بھی انکار نہیں۔ بخدا پردہ دری کے بھی روادار نہیں +

ہے حیا بادشہِ علم کے سر کا افسر۔
قول مشہور ہے اَلعِلمُ حِجَابُ الاَکبَر[1] +

سدّ راہِ ستم فتنہ گراں ہے پردہ۔ خازنِ معتمدِ گنجِ نہاں ہے پردہ +
مظہرِ شانِ خداوندِ جہاں ہے پردہ۔ جذبۂ غیرتِ مسلم کا نشاں ہے پردہ +

اثرِ عصر سے محفوظ ہو پردے کا وجود۔
دُور ہوں اس سے جو ناقابلِ برداشت قیود +

آئے گا ہم کو نہ اس فرقے سے نفرت کا خیال۔ نورِ احمدؐ نے کیا جس میں نزولِ اجلال +
بے وفائی کے تصور سے تنفر ہے کمال۔ یہ تو با این ہمہ بیداد و تظلم ہے محال +

دلِ پاکم بہ لب پر گلہ۔ اے مردِ رشید۔
گرگِ آلودہ دہانے است کہ یوسفؑ نہ درید +

مرد کا رُتبہ گھٹانا نہیں ہرگز منظور۔ زن کو بے شبہ رضاجوئیِ شوہر ہے ضرور +
لیکن اس کو تو فراموش نہ فرمائیں حضور۔ بطنِ عورت سے ہوا نورِ محمدؐ کا ظہور +

یہ تنفر۔ یہ حقارت کی نگاہیں کب تک۔
عرش جنباں ہوں خواتین کی آہیں کب تک +

---

[1] علم بہت بڑا حجاب ہے (امام غزالی رح کا قول)

کچھ سُنانے کے لئے آئی ہوں اس دم سُن لے۔ کوئی سُنتا نہیں تو ہی سخنِ غم سُن لے +
میرے آقا! مرے پیغمبرِ اعظم! سُن لے۔ بِأَبِیْ[1] اَنْتَ وَ اُمِّیْ۔ شہِ عالم! سُن لے +

نکتہ چیں ہے غمِ دل اُن کو سُنائے نہ بنے۔
کیا بنے بات۔ جہاں بات بنائے نہ بنے + (غالب)

بے خطر نیّتِ خائن سے خزینہ تیرا۔ وحی والہام کا خلوت کدہ سینہ تیرا +
لطمۂ موج سے لاعلم سفینہ تیرا۔ جزر و مد کا نگراں دیدۂ بینا تیرا +

مایۂ راحتِ مخلوق ہے رافت تیری۔
باعثِ رحمتِ خلّاق ہے بعثت تیری +

تو جب اے آمنہؓ کے نورِ نظر! آیا تھا۔ دہر انوار سے معمور نظر آیا تھا +
منظرِ قوّتِ جمہور نظر آیا تھا۔ قیصرِ دل زدہ مقہور نظر آیا تھا +

پہلے آموختۂ کبر بُھلایا تو نے۔
پھر سبق عزّتِ نسواں کا پڑھایا تو نے +

تیری تعلیم پہ اُمّت نہیں کرتی ہے عمل۔ اے سند یافتۂ مکتبِ اُستادِ ازل۔
مژدۂ زیست جو حرّیّتِ عورات تھی کل۔ آج اللہ غنی ہے وہی پیغامِ اجل +

مرد کب حکمِ شریعت کو بھلا مانتے ہیں۔
ذکرِ آزادیِ نسواں سے بُرا مانتے ہیں +

پردۂ شرع سے درپردہ ہیں ناراض شدید۔ جانتے ہیں اسے قفلِ درِ نکہت کی کلید +
کرتے ہیں دین میں ترمیم یہ دُنیا کے مرید۔ تیرے قانون کو ہے شکوۂ دفعاتِ جدید +

یاد ہے هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ[2] اے شاہ! کسے۔
عَاشِرُوْهُنَّ[3] کے ارشاد کی پرواہ کسے۔

[1] میرے ماں باپ تجھ پر قربان [2] هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ۔ تم اُن کا لباس ہو اور وہ تمہارا لباس ہیں (الآیہ)
[3] وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ان کے ساتھ خیر و خوبی سے گزران کرو (الآیہ) +

Taj Tahir Foundation

سنگ دل پھونک چکے ہیں سخنِ اِسْتَوْصُوْا[1]۔ نہ قَوَارِیْر سے ہیں رِفق[2] پہ مائل سرِمو۔
اِتَّقُوا اللہ[3] سے اب ان کا نہیں خشک لہو۔ نہ یہ پروا۔ کہ مُحبِّ زنِ مظلوم تھا تو۔
آہ۔ کیا جوشِ کرم ہے ترے اس فرماں میں
"وہی بہتر[4] ہیں۔ جو بہتر ہیں حقِ نسواں میں"

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ[5] سے ہیں گرچہ آگاہ۔ رکھتے ہیں ایسی احادیث سے دل میں اکراہ۔
لوٹ دیتے ہیں ورق پھیر کے جلدی سے نگاہ۔ گر لکھا پاتے ہیں لَا تَمْنَعُوْا[6] اِمَاءَ اللہ۔
یاد ایام۔ کہ منکر ہوئے جب اس سے بلالؓ۔
ان سے پھر بات نہ کی آپ نے تا روزِ وصال۔

پردۂ شرع پہ گر غور ہو ڈھونڈے دل سے۔ پردۂ رسم کا شمہ بھی ملے مشکل سے۔
تھا شغف گرچہ تجھے حُرّیت کامل سے۔ مگر اغیار ہیں اس امر میں کچھ جاہل سے۔
کیا کہوں کس نے تری شرع کو بدنام کیا۔
ہائے افسوس تری قوم نے یہ کام کیا۔

---

[1] اِسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ خَیْرًا الخ عورتوں کے ساتھ نیک سلوک کرو۔ (الحدیث)

[2] رِفْقًا بِالْقَوَارِیْرِ۔ شیشوں کو ٹھیس نہ لگاؤ۔ (الحدیث)

[3] اِتَّقُوا اللہَ فِی النِّسَاءِ۔ فَاِنَّکُمْ اَخَذْتُمُوْھُنَّ بِاَمَانِ اللہِ الخ عورتوں کے بارے میں خدا سے ڈرو کہ تم نے انھیں امانِ خداوندی میں لے رکھا ہے (الحدیث)

[4] خِیَارُکُمْ خِیَارُکُمْ لِنِسَائِکُمْ (الحدیث) ترجمہ

[5] طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَّ مُسْلِمَۃٍ طلب علم ہر مسلمان مرد و زن پر فرض ہے (الحدیث)

[6] لَا تَمْنَعُوْا اِمَاءَ اللہِ عَنْ مَسَاجِدِ اللہِ۔ اللہ کی کنیزوں کو مسجدوں میں جانے سے نہ روکو۔ (الحدیث)

Taj Tahir Foundation

شمعِ حریتِ عورات کو خاموش کیا۔ پھر اس اندھیر کی بتلائی شریعت پہ بنا +
الغرض قومِ سیہ بخت نے اے نجمِ ہدیٰ۔ دینِ انور کو کیا خود غرضی سے رسوا +
فکرِ آسائشِ ذاتی میں ہے اُمت تیری۔
ہدفِ طعنۂ اعدا ہے شریعت تیری +

کب تک آزارکشِ قید ہوں سکانِ حرم۔ المدد۔ المدد۔ اے بیخ کنِ رسمِ ستم +
کُنجِ در بند میں گُھٹ گُھٹ کے مرے جاتے ہیں ہم۔ تیری بخشی ہوئی حُریتِ کامل کی قسم +
اتنی رخصت بھی نہیں۔ دل میں ہو جب سوز وگداز۔
جا کے مسجد میں گھِسیں ناصیۂ عجز و نیاز +

جب فزوں حد سے تری قوم کی بیداد ہوئی۔ یاس آکر دلِ مغموم میں آباد ہوئی +
دفعتاً بارگہ پاک مجھے یاد ہوئی۔ واہ کیا شاد مری خاطرِ ناشاد ہوئی +
خوبیٔ بخت سے پہنچی درِ دولت پہ کنیز۔
یہ جبیں ورنہ کہاں۔ اور کہاں یہ دہلیز +

تیری اک چشمِ کرم کام بنا دے گی مرا۔ یا نبی! تیری رضا عین رضائے مولا +
وجہِ تقلیبِ نظامِ فلکی تیری دعا۔ حق نے اعزاز دیا ہے تجھے سَل تُعطَہ[۱] کا +
ہم ابھی فائزِ مقصود ہوں اے شاہِ حجاز۔
ہوں ترے دستِ مبارک جو سوئے چرخ دراز +

یا نبی! اپنے لبِ بستہ کو جنباں کر دے۔ قُم بِاِذنی[۲] سے تنِ عدل کو ذی جاں کر دے +
مرد کو زن کے ستانے پہ پشیماں کر دے۔ یعنی پھر باغچۂ قوم کو خنداں کر دے +
پھیل جائے چمنِ دہر میں بوئے اسلام۔
غنچہ ساں سر بگریباں ہو عدوئے اسلام +

۱ قیامت کے دن اللہ تعالٰے آنحضرت سے فرمائے گا۔ قُل تُسمَع۔ وَاشفَع تُشَفَّع وَسَل تُعطَہ بات کہہ کہ سُنی جائے گی شفارش کر کہ قبول کی جائے گی۔ سوال کر کہ پورا ہوگا۔ (الحدیث)۔ ۲ میرے حکم سے اُٹھ کھڑا ہو +

عالمِ نسواں میں انقلاب

منظومہ سنہ ۱۹۱۵ء

کفر جب نا آشنائے خطرۂ ایمان تھا۔ کیا کہوں تم سے۔ جو حالِ محفلِ امکان تھا

فرد تھا خونخواری و وحشت میں ہر فردِ بشر۔ مختصر یہ ہے کہ جو انسان تھا حیوان تھا

یوں تو ہر مغلوب تھا غالب کے ہاتھوں دردمند۔ سب سے بڑھ کر زخم خوردہ فرقۂ نسواں تھا

عورتوں کے حق میں ہر مذہب کا ہر ملت کا مرد۔ جانور تھا۔ دیو تھا۔ عفریت تھا شیطان تھا

باپ ہو۔ یا بھائی ہو۔ شوہر ہو۔ یا فرزند ہو۔ مرد کل اشکال میں فرعون بے سامان تھا

مرد کی نا آشنا نظروں میں عورت کا وجود۔ ایک مورت۔ اک کھلونا۔ اک تنِ بے جان تھا

اس کے اک اک فعل میں سو سو طرح ہتکِ زناں اس کا اک اک حرف۔ اُف اُف تیغ تھا پیکان تھا

اپنے جان و مال پر مطلق نہ تھا عورت کا حق۔ مرد ہی ذی اختیار و صاحبِ فرمان تھا

مرد ہی تھا مایہ دارِ روح و احساساتِ دل۔ مرد ہی حق دارِ گنجِ عیش و اطمینان تھا

لیکن آخر دل ہی دل میں گھٹنے والی بددعا۔ کر گئی وہ کام جس سے ہر بشر حیران تھا

اک سراپا نورِ حق۔ اک پیکرِ روشن رواں۔ دہر کے ظلمت کدے میں ان دنوں مہمان تھا

Taj Tahir Foundation

دیکھ کر یہ ظلم۔ یہ اندھیر۔ یہ عاجز کُشی ۔ | سینے میں وہ دل کُڑھا۔ جو خازنِ قرآن تھا

زن کو فرمایا خصوصیّت سے اس نے بہرہ ور۔ | کُل جہاں پر عام جس کا سفرۂ فیضان تھا

تر زباں رہتا تھا عورت کی حمایت میں سدا۔ | وہ۔ کہ جس کا ہر سخن شیریں تر از رُمّان تھا

عورتیں حُرّیّتِ کامل کی ٹھہریں مستحق ۔ | بسکہ پاسِ اقتضائے فطرتِ انسان تھا

فرض ٹھہرا عورتوں پر علم مردوں کی طرح ۔ | گو عرب انوارِ علمیہ کا گورستان تھا

تین چیزیں جو خصوصیّت سے تھیں مرغوبِ طبع ۔ | صاف ثابت ہے۔ اک ان میں فرقۂ نسوان تھا

اے حقیقت جُو! ذرا پڑھ خطبۂ حجِّ وداع ۔ | عورتوں پر مرحمت کا اُس کو کتنا دھیان تھا

اس وجودِ پاک کی مشکل کُشائی سے کھُلا ۔ | ”غیر ممکن“ کہتے تھے جس امر کو ”آسان“ تھا

بن کے بُت کیوں سُنتے طعنِ مَا لَکُمْ لَا تَنْطِقُوْنَ[۱] | نطق کی نعمت کا کب لازم ہمیں کفران تھا

اس بیاں کو ”شرع کی تحریف“ کہنا ہے غلط۔

جیسے یہ کہنا کہ ”بے جانوں کا یہ اعلان تھا“

---

۱ تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ بات چیت نہیں کرتے ؟

Taj Tahir Foundation

تصادمِ رواج و شرع

صوبہ پنجاب میں لڑکیوں کو محروم الارث کرنے کا جو شریعت سوز رواج قائم ہے اس کو سنہ ۱۹۱۵ء میں قانونی استحکام بخشنے کی تجویز زیرِ بحث تھی۔ خاکسار نے بھی بذریعہ اخبار حسب ذیل خیالات کا اظہار کیا

جو حق پرست تھا۔ وہ ہے دُنیا پرست آج۔
مسلم شرابِ حرص و ہوا سے ہے مست آج

روزِ جزا کی فکر دماغوں سے دُور ہے۔
جس طرح دل سے عظمتِ یومِ الست آج

اے آسمان! اچھٹ نہیں پڑتا تو کس لئے۔
دُنیائے دُون۔ دین پہ ہے چیرہ دست آج

اسلام کے وجود میں ہے اختلاف رائے۔
ہستی میں ہے مباحثۂ نیست ہست آج

خود کام چاہتے ہیں کہ پائے رواج فتح۔
شرعِ محمدی کو ہو رن میں شکست آج

رائج ہو زن کو ترکہ نہ ملنے کی رسمِ بد۔
ہو فیصلہ شریعتِ حقہ کا مسترد۔

زنہار بدگمانیٔ بے جا روا نہیں۔
سرکارِ عالیہ کی ذرا بھی خطا نہیں۔

کیوں ہو اسے مسائلِ شرعیہ پر عبور۔
وہ کچھ شریکِ ملتِ خیر الوریٰ نہیں۔

ہو رسم آفریں بھی تمہیں شرع کش بھی تم۔
ہرگز سوا تمہارے کسی سے گلا نہیں۔

پائے گی رسم فتح۔ اگر تم رہے خموش۔
بے مانگے دُودھ بچے کو ماں کا ملا نہیں۔

سرکار مانگے مشورہ۔ اور تم کرو گریز۔
انصاف سے کہو۔ یہ ہے اندھیر یا نہیں۔

Taj Tahir Foundation

اے ماہرانِ علمِ احادیثِ معتبر۔
اَلْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ[۱] پر بھی اک نظر +

ایسا بھی کیا حیاتِ دو روزہ پہ پھولنا۔
ہو دل میں کچھ تو دغدغۂ ساعتِ جزا +

ہم بے زبان پردہ نشینوں کی لو نہ آہ۔
اے مسلمو! خدا کے غضب سے ڈرو ذرا +

کہتے تھے تم تو مرد ہیں عورات کے وکیل۔
سچے ہو گر تو حقّ وکالت کرو ادا +

اک فرقۂ ستم زدہ کے واسطے بھی آج۔
سرکار کے حضور میں جا کر ہو لب کشا +

روکا تھا ہم کو حق طلبی سے اسی لئے۔
اس مبتدا کی اپنی غم آگیں خبر تھی کیا +

دیکھو شکستِ شرع پہ اچھا نہیں سکوت۔
نازل نہ ہو کہیں غضبِ حیّ لایموت +

گردوں کو دیکھ کر نہ کہے لفظ "انتقام"۔
صیّاد کا بھلایا ہوا صید پا بہ دام +

تم بھول جاؤ ہم کو۔ نہ بھولے گا پر کبھی۔
وہ مالک عظیم ہے "قہّار" جس کا نام +

وہ ذات جس نے خاک میں اُن کو ملا دیا۔
ٹھکراتے تھے جو لاکھ دلوں کو دمِ خرام +

جس نے کرائے کاسۂ سران کے پائمال۔
جھک جھک کے سربلند جنہیں کرتے تھے سلام +

کمزور کی مدد ہے جسے اک ذرا سی بات۔
شہزور کی شکست ہے ادنےٰ سا جس کا کام +

تم کُل حقوق شوق سے چھینو۔ نہیں الم۔
کیا عدل کو ہے رب سریع العقاب کم +

---

[۱] جس سے مشورہ طلب کیا جائے وہ (ایک) امانت کا حامل ہے +

بہنوں سے دو دو باتیں

یہ نظم مسلم لیڈیز کانفرنس کے سالانہ اجلاس منعقدہ جنوری ۱۹۱۶ء میں پڑھی گئی

لیا تم نے بہت شیریں کلامی کا مزا بہنوں۔ بس اب ہو تلخ کامی کی بھی لذت آشنا بہنوں+

تمہیں جس طرح لایا کھینچ کر یاں شوقِ نظارہ۔ کیا ذوقِ تکلم نے مجھے نغمہ سرا بہنوں+

مرے مذہب میں ہے نشرِ صداقت شکرِ گویائی۔ نہ شوقِ جاہ و عظمت ہے۔ نہ ذوقِ مرحبا بہنوں+

غضب ہے۔ قہر ہے۔ اندھیر ہے جہلِ زنِ شرق۔ نتائج اس کے خود روشن ہیں میں بتلاؤں کیا بہنوں+

جمالِ شاہدِ ملت نظر افروز کیونکر ہو۔ کہ ہے اک آنکھ مثلِ قلبِ فاسق بے ضیا بہنوں+

اگرچہ ذمے داری جہلِ نسواں کی ہے مردوں پر۔ خطا بخشو مری تم بھی نہیں ہو بے خطا بہنوں+

ہمارے پائے کوشش میں نہیں جب مطلقاً جنبش۔ تو کیوں ہوں مرد ناحق دردِ سر میں مبتلا بہنوں+

برنگِ زُلف گو یہ مسئلہ ہے سخت پیچیدہ۔ پریشاں ہو مگر اس واسطے اُن کی بلا بہنوں+

ہمیں ہیں اپنے ہمجنسوں کے حالِ زار سے غافل۔ کریں پھر بھائیوں کا آہ کس مُنہ سے گلا بہنوں+

"رکھا بہنوں کو آلودہ جہالت کی کثافت میں"۔ نہ لگ جائے یہ دھبا دامنوں پر دیکھنا بہنوں+

یہ دھبا آپ کی زرتار پوشش کو بگاڑے گا۔ یہ دھبا آپ کو ہر بزم میں شرمائے گا بہنوں+

یہ وہ دھبا ہے جس کو کوئی شے دھو ہی نہیں سکتی۔ نہ خجلت کا پسینہ۔ اور نہ طوفاں اشک کا بہنوں+

کسی کے دل ہیں ہو بھی لو فرضاً فرض کا کچھ حِس۔ بُرا مت ماننا۔ اس حِس سے کیا ہوگا بھلا بہنوں+

نہ آئے گی۔ نہ آئے گی نظر صورت ترقی کی۔ نہ ہونگے ہم جو میدانِ عمل میں رُونما بہنوں+
سمجھ کر تنگ جس دشتِ عمل کو تنگدل ہو تم۔ نہاں ہے اس کے اندر وسعتِ لاانتہا بہنوں+
پڑھاؤں حضرتِ لقماں کو حکمت کا سبق کب تک۔ دکھاؤں نیرِ تاباں کو مشعل تا کجا بہنوں+
حضورِ کبریا میں دست بستہ میں دعا خواں ہوں۔ پئے "آمین" ہو آخر میں تم بھی لب کشا بہنوں+

ہمیں یارب! حمیت دے۔ رگِ غیرت میں حرکت دے۔
عمل کا شوق و رغبت دے۔ عمل میں خیر و برکت دے+

Taj Tahir Foundation

مہذب بہنوں سے خطاب

لیڈیز کانفرنس کے سالانہ اجلاس منعقدہ اپریل ۱۹۱۵ء میں پڑھی گئی

بہنوں! خدا کے واسطے اُٹھو نماز کو۔
رگڑو درِ خدا پہ جبینِ نیاز کو

محفوظ رکھ مثالِ خطِ قسمت۔ اے جبیں۔
اس نقشِ سجدہ۔ اس سندِ امتیاز کو

یہ عین خطِ روح ہے۔ یہ اصل فرحِ دل۔
جانو قضائے جاں نہ ادائے نماز کو

ہیہات اپنے ہاتھ سے کرتی ہو بند تم۔
روزے نہ رکھ کے خُلد کے درہائے باز کو

کرلو ادائے فرض عدم کے سفر سے قبل۔
جب دو ہزار جمع ہوں چل دو حجاز کو

"ترکِ زکوٰۃ ہیں ہے نمک مرچ کی بچت۔"
چولھے میں ڈالو بھاڑ میں جھونکو اس آز کو

قرآن کی تلاوتِ روزانہ ہے ضرور۔
بھولو نہ جسم و روح کے اس چارہ ساز کو

برقعہ پہن کے شوق سے نکلو ضرور تا۔
سمجھو غنی ثبوت سے اس کے جواز کو

سرکے مگر نہ رُخ سے کبھی گوشۂ نقاب۔
بھولو نہ شوخ چشمیِ نظارہ باز کو

مل جائے گا خدا تمہیں شوہر کی چاہ سے۔
سمجھو ذرا حقیقتِ عشقِ مجاز کو

پوشیدہ اپنے عیب کی صورت رکھو اسے۔
شوہر کا راز سمجھو نہ شوہر کے راز کو

قصے کہو نہ طفل سے ابطالِ غرب کے۔
ازبر کراؤ سیرۃِ شاہِ حجاز کو

مطبخ میں جا کے خود بھی پکایا کرو کبھی۔
پیچھے ہٹو نہ سونگھ کے لہسن پیاز کو

برباد کُن ہے ایسی قمیصِ گراں بہا۔
ہے اس پہ فوق پیرہنِ خانہ ساز کو

بگڑو نہ پندِ ناصحِ اخلاص کیش سے۔
سوچو شعارِ مالکِ نکتہ نواز کو

Taj Tahir Foundation

دامِ فریب

مشنو فسونِ زہد۔ کہ در تیرہ خاکِ ہند۔ ہر کس نیافت دولتِ دُنیا۔ فقیر شد

(شیخ علی حزیں)

منظومہ ۱۹۱۸ء

بہن! یاد رکھ دستِ حسرت ملے گی۔ سیانوں کے کہنے پہ گر تو چلے گی
جہنّم میں جھونک اے بہن! یہ فتیلے۔ انہیں کی طرح ورنہ تو بھی جلے گی
یہ تعویذ کیا پار بیڑا کریں گے۔ بھلا ناؤ کاغذ کی کیونکر چلے گی؟
فقیروں[ل] کی پوجا جو کی زر کی دھن میں۔ فقیری ہی چھاتی پہ کودوں دلے گی
سلامت روی نقش چلتا ہوا ہے۔ تری ہر بلا اس عمل سے ٹلے گی
میاں پاؤں دھو دھو کے تیرے پئے گا۔ جو تو پاؤں دابے گی پنکھا جھلے گی
دعائیں جو تو لے گی بوڑھے بڑوں کی۔ تو دودھوں نہائے گی پوتوں پھلے گی

مرے ڈھب پہ لانے کی کیوں بحث دیر ہے۔
نہ یاں دال اسیرِ شکم کی گلے گی

ل یہاں فقیر سے مراد اربابِ غرض و ریا ہیں ورنہ اصلی اولیاء اللہ کی خدمت و اطاعت سعادتِ دارین کا موجب ہے

Taj Tahir Foundation

چیست یارانِ طریقت بعد ازیں تدبیر ما

استصواب عام

منظومہ سنہ ۱۹۱۹ء

آہ۔ کز گردوں گزشت آوازۂ تکبیر ما / در ملائک شد سمر محرومیِ تقدیرِ ما

چرخ را صد رخنہ در جاں می کند یک تیر آہ / بسملے در خوں نہ غلطانید۔ آہ از تیر ما

زورمندی ای کند پروردۂ آغوش زن / آنکہ قوت یافت جسمِ لاغرش از شیرِ ما

اے سلماناں! فغاں از محنتِ بندِ گراں / نیست در عالم یلے کو بگسلد زنجیرِ ما

خواہراں! تا چند مہرِ خامشی را نشکنیم / تا کجا بازار شکر شکند تقریرِ ما

بے کشودِ کار زیں جا بر مخیزید اے زناں / تا نہ خیزد فتنہ ہا از غفلت و تاخیرِ ما

ہاں بفرمائید اکنوں چیست تدبیرِ فلاح / مدل جوید یا نہ جوید فرقۂ دلگیرِ ما

ہمچنیں باشیم در قعرِ مذلت سرنگوں / یا کند جولاں بہ گردوں مرکبِ توقیرِ ما

تارکِ آئینِ شرعِ پاک شد صنفِ رجال / آنکہ ہست از حکمِ رب فرماندۂ ما۔ بیرِ ما

دوش از مسجد سوئے میخانہ آمد پیر ما۔
چیست یارانِ طریقت بعد ازیں تدبیر ما

Taj Tahir Foundation

طبقہ انتہا پسند

بایداکنوں۔ رونقِ محفل شود تنویرِ ما۔ بایداکنوں۔ زینتِ البم شود تصویرِ ما+
بایداکنوں۔ خواب از چشمِ حریفِ ما رود۔ بایداکنوں ختم گردد قصۂ تحقیرِ ما+
ابلہش دانیم۔ اگر ناصح کند آہنگِ پند۔ جاہلش خوانیم۔ اگر واعظ کند تکفیرِ ما+
ہر کہ از تیغِ زباں دلہائے ما پُرخوں کند۔ زُود تر خواہد شد از تیرِ نظر نخچیرِ ما+
دامنِ مرداں۔ زخونِ دینِ حق آلودہ است۔ خوش نشنید۔ ایں نخواہد شد گریباں گیرِ ما+
ہاں مگر نشنیدہ اید؟ اے خواہرانِ حق شنو۔ دی۔ چہ خوش گفتند مردانِ نکو تقریرِ ما+
چہرہ بنمائید۔ تا مستور ماند جہلِ قوم۔ کم کند ایں شرم۔ تا افزوں شود توقیرِ ما+
دستِ نابینا بدستِ گمرہاں اُفتادہ است۔ معترض گر نیک بیند ننگرد تقصیرِ ما+

ما مریداں روبسوئے کعبہ چوں آریم چوں۔
روبسوئے خانۂ خمّار دارد پیرِ ما+ (تضمین)

طبقہ اعتدال پسند

کامِ غمخواراں برآرد آہِ پُر تاثیرِ ما۔ گُشتہ گردد دیوِ حرماں عاقبت از تیرِ ما+
حاجبِ بابِ اجابت بالیقیں خیزد ز خواب۔ از دعائے صبح گاہ و نالۂ شبگیرِ ما+
کرد باید۔ بہرِ حُریّت جہادِ بے قتال۔ گر کند گوش حریفاں نعرۂ تکبیرِ ما+
ور۔ دریں سودا ز حصنِ دینِ حق بیروں جہیم۔ حق نہ بخشد ایں گناہِ واجب التعزیرِ ما+
ایں چہ شرف است۔ الا۔ تا گام نہیم اندرو۔ پائے ما گردد مبادا خستۂ شمشیرِ ما+
مایۂ نازِ زناں است۔ امتثالِ امرِ رب۔ کردہ[1] احمدؐ مدح دینِ خواہرانِ پیرِ ما+

[1] آنحضرت نے صحابہ سے فرمایا الا بدین العجائز بڑھیوں سے دین حاصل کرد+

حکمرانِ ما - ہلا، شاہِ رسولان ہست و بس - آرے آرے - غیرِ او ہرگز نباشد میرِ ما +

آنکہ بُد پنہاں بہ قلبش اکفتِ جنبِ لطیف - آنکہ بُد پیدا ز قولش عزت و توقیرِ ما -

طاعتش اسلامِ ما - عشقِ رُخش ایمانِ ما - رؤیتش فردوسِ ما - خاکِ رہش اکسیرِ ما +

ما و دست و دامنِ پیرِ خمستانِ حجاز -

نیست یارانِ طریقت! غیر ازیں تدبیرِ ما +

قدومِ میمنت لزوم

یہ نظم سلطانیہ بورڈنگ ہاؤس (علی گڑھ) کی رسم افتتاح میں بتاریخ یکم مارچ ۱۹۱۴ء خاکسار کا نام و نشان ظاہر کئے بغیر پڑھی گئی تھی۔ اور بعد میں ترمیم و تصرف کے ذریعے کسی قدر درست کی گئی ٭

اس مجموعے میں ان اشعار کی شمولیت کا مقصد اس سے زیادہ نہیں ہے کہ میری عزیز قومی بہنیں اپنے فرقے کے ایک الماس بے بہا کے زریں کارناموں پر غور کرکے کمرِ ہمت باندھیں اور اس کے شاندار تعلیمی جھنڈے کے نیچے جمع ہو کر حسبِ مقدور قومی خدمات انجام دیں۔ اور جذبات فخر و مسرت کے ہیجان میں زبیدہ خاتون۔ رضیہ سلطانہ اور نور جہاں بیگم کی روشن دماغی کے اس جیتے جاگتے ثبوت کے حق میں ترقی عمر و اقبال کی دعا کریں ٭

خندہ زن ہیں اہلِ دل مثلِ گلِ گلزار آج۔ نغمہ زن جوں عندلیبِ شکریں منقار آج ٭
عجب قربِ شاہ سے بے شادی گئے نوشاہ ہیں۔ کیفِ جامِ فرح سے بے مے پیئے سرشار آج ٭
دولتِ فخر و مسرت سے ہیں مالامال سب۔ مٹ گیا فرقِ قبیح مفلس و زردار آج ٭
کشتِ جاں کی قطرہ جوئی نے کیا طوفاں بپا۔ جوش میں آیا ہے بحرِ رحمتِ غفار آج
ہو گیا سرسبز یکسر لالہ زارِ آرزو۔ واہ وا کیا رنگ لایا دیدۂ خوں بار آج ٭
کام نکلا تم سے اپنا نالہائے نیم شب۔ قسمتِ خوابیدہ آخر ہو گئی بیدار آج ٭
حضرتِ عیسے کو لایا چرخِ چارم سے یہی۔ دل سے دیتا ہے دعائیں دردکو بیمار آج ٭

جلوۂ اقبال رُو در رُو نظر آنے لگا ۔ ہوگئی رُو در قفا تاریکیِ ادبار آج

جہل کے لشکر پہ غالب آگیا سلطانِ علم ۔ جس طرح اٹلی پہ ہے سنوسیِ جرّار آج

ہے زنانہ مدرسے کی آج رسمِ افتتاح ۔ کیوں ہر اک رُخ پر مسرت کے نہوں آثار آج

یہ زنانہ مدرسہ بُنیادِ قصرِ علم ہے ۔ ہاں یہی ہے تکیہ گاہِ قوم بے تکرار آج

میہمانِ مدرسہ ہے ملکۂ گردوں حشم ۔ سر بگردوں کیوں نہوں اس کے در و دیوار آج

یعنی سلطانِ جہاں بیگم مہِ اوجِ کمال ۔ مطلعِ ملّت ہے جس سے مطلع الانوار آج

مرحبا صد مرحبا ۔ اے ناخدائے باخدا ۔ تو نے ڈوبی قوم کا بیڑا کیا ہے پار آج

تیری دولت خواہِ ملّت ۔ تیرا مدحت سنج ملک ۔ تیری عظمت آشنا برطانوی سرکار آج

سیدِ[1] ملت بھی تو ہے ۔ خادمِ ملّت بھی تو ۔ صادق آیا تجھ پہ قول سید الابرار آج

تیرا دستِ فیض ہے مانندِ نیّر زرفشاں ۔ تیری چشمِ لطف مثلِ ابر ہے دُربار آج

یوں ترا لطف و کرم ناقابلِ انکار ہے ۔ جیسے اپنا جوشِ دل مستغنیِ اقرار آج

اے زہے قسمت ۔ کہ تجھ سی ملکۂ زرّیں وثاق ۔ آکے یاں خود ہم کو بخشے دولتِ دیدار آج

نذر کو لائی ہوں میں اے بلبلِ باغِ کمال ۔
خدمتِ والا میں اک گلدستۂ اشعار آج

---

[1] سَیِّدُ القَومِ خَادِمُہُم ۔ سردار قومی خادم ہوتا ہے (الحدیث)

Taj Tahir Foundation

ثمر کا شجر سے خطاب

منظومہ ۱۹۱۹ء

کسی اُکتائے ہوئے غلط کار نے حضرتِ ناصح سے کہا تھا کہ "قبلہ! سو باتوں کی جگہ سو کی ایک بات کہہ دیجئے"۔ فی الحقیقت مختلف مباحث پر گھنٹوں مغز مارنے سے صرف ایک خاص بنیادی امر پر زور دینا زیادہ مفید ہے۔ چنانچہ ازالۂ مرض کے لئے مرکب ادویہ کی نسبت مفرد دوا اور بھی تیر بہدف ثابت ہوتی ہے +

اور اگر وجدانیات کا سحر خطابیات کے اثر پر فائق سمجھا جائے۔ تو اس بنیادی امر میں ناصحانہ انداز استعمال کرنے کے بجائے جگ بیتی کو آپ بیتی کے پیرائے میں کہہ سُنانا چاہیے +

میں ان اوراق میں بہنوں کی درستی اخلاق کے متعلق سو باتیں کہہ چکی ہوں اور خدا پرستی۔ اطاعتِ شوہر۔ تربیتِ اولاد۔ خانہ داری وغیرہ تمام نسوانی فرائض پر اظہارِ خیال ہو چکا ہے۔ اب خاموش ہونے سے پہلے سو کی ایک بات بھی گوش گزار کئے دیتی ہوں +

ہمارے اجتماعی ادبار کا بڑا سبب انفرادی تباہی اخلاق ہے۔ اس ملت کش مرض کی حکمی دوا یہی ہے کہ ؎

آنکہ تنت پارۂ از جانِ اوست۔ قطرۂ از چشمۂ حیوانِ اوست +

Taj Tahir Foundation

خدمتِ او کن کہ بجائے رسی ۔ برگ دہشش تا بنوائے رسی +

دُنیا میں کامیاب زندگی بسر کرنے کے لئے ایک رہنما کی بے حد ضرورت ہے کہ حوادث گوناگوں کے چکّر میں پھنس کر بعض اوقات ہوشیار سے ہوشیار آدمی کی سِٹی گم ہو جاتی ہے۔ کون کہہ سکتا ہے کہ ماں باپ سے زیادہ بے غرض۔ جان نثار اور واقفِ حال رہنما پر دۂ دُنیا پر دستیاب ہو سکتا ہے +

نئی روشنی کی سب سے نمایاں مضرت یہی ہے۔ کہ ناقص طریقِ تعلیم کے سبب والدین اور اُن کی نصائح کو چشمِ استحقار سے دیکھا جانے لگا +

نظم ذیل میں محبت کے اس پاک و مقدس جذبے کا نہایت ہلکا سا اظہار ہے جو اولاد کو والدین سے قدرتاً ہوتی ہے۔ بلاشبہہ یہ اشعار اس ذات خاص سے متعلق ہیں جس کے نام یہ مجموعہ منسوب ہے۔ تاہم ہر لڑکی ان پر غور کرنے سے اپنے فرزندانہ جذباتِ محبت میں تلاطم ہیجان پیدا کر سکتی ہے +

شب کو جب ہوتا ہے حاصل فکرِ دُنیا سے فراغ ۔
یادِ عہدِ رفتہ سے معمور ہوتا ہے دماغ +
اس تماشاگاہ میں کُل واقعاتِ رنج و فرح ۔
گھُومنے لگتے ہیں چلتی پھرتی تصویروں کی طرح
دیکھ کر چھپ جانے والے گوہرِ نایاب کو ۔
دیکھ کر چھُپ جانے والے روئے عالمتاب کو +
مشتعل ہوتا ہے دل پہلو میں انگارے کی طرح ۔
مرتعش ہوتا ہے رُخ پر اشک سیارے کی طرح +
کھینچتی ہوں سینۂ سوزاں سے آہِ پُر شرر ۔
پوچھتی ہوں جانبِ گردوں اُٹھا کر چشمِ تر +
"سچ بتا اے ماہتاب! اے عابدِ شب زندہ دار ۔
تو نے دیکھا ہے کبھی مجھ سا حزیں۔ مجھ سا فگار" +
جیسے بادِ شرط سے ہو کج روی کشتی کی دُو ۔
انتقالِ ذہن سے لیتا ہے جائے غم سرور +
"اے دلِ ناداں! انہیں بے وجہ روئے تاباں کی چمک ۔
تیرے اوپر خندۂ دنداں نما ہے۔ اور فلک" +
یعنی شب کھا کے آنکھوں کی سیاہی کی قسم ۔
کہہ رہی ہے "تجھ سے روشن بخت ہیں دُنیا میں کم" +
ہاں مری مونس ہے وہ جانِ گرانِ قدر و عزیز ۔
گنجِ ہفت اقلیم جس کے آگے ناچیز و پشیز +

Taj Tahir Foundation

جس کلاہِ خسروہم ہے زخمِ فرقت احباب کا۔ بوسۂ شیریں ہے جس کا تلخیِ غم کی دوا +
جس کی جاں ہے میری فکرِ منفعت کی مستقر۔ جس کا دل ہے میرے غم کے سامنے سینہ سپر +
میرے اوپر ہے شرف حاصل اسے ہر بات میں۔ تجربے میں۔ علم میں۔ حکمت میں۔ دینیات میں +
ہے اسے ہر وقت میرے رنج و راحت کا خیال۔ کیوں مجھے غمگیں کرے پھر اپنی حالت کا خیال +
مجھ کو ہے اس کے سبب حاصل بدیں حال زبوں۔ ایک وجدانی مسرت ایک روحانی سکوں +
طفلِ شیریں خندہ و شیریں لب و شیریں ادا۔ خوش نوا۔ خوش باش۔ خوش پرواز۔ خوش پیکر لوا +
شادہیں میری طرح لیکن نہیں۔ اتنے کہاں۔ میں ہوں جتنی تیری آغوشِ کرم میں شادماں +
اس قدر خنداں نہ ہوگا خسروِ گلشن گلاب۔ اس قدر نازاں نہ ہوگا قیصرِ گردوں رکاب +

اے مرے پیارے! مرے بے انتہا پیارے پدر۔ کیا نہیں تجھ کو مرے جوشِ محبت کی خبر +
تو نظر آتا ہے پاک و برتر و دلکش مجھے۔ ساری دنیا۔ سارے عالم۔ ساری مخلوقات سے +
تیری الفت۔ تیری طاعت۔ تیری تقلیدِ صفات۔ میری راحت۔ میری جنت۔ میری تدبیرِ نجات +
حق رضیٰ کی کعبۂ مقصود تیرا دل ہے راہ[1] تیرے طوفِ رخ سے پاتی ہے ثوابِ حج نگاہ[2]
باپ گر ہو وجہ حیرت خو میں شیطاں کے لئے۔ حاملانِ عرش سے افضل ہے انساں کے لئے +
پھر مری نظروں میں ہوگی تیری وقعت کس قدر۔ اے صفا کیش! اے ملک خو غور کر اندازہ کر +
حشر سے پہلے جہاں میں شور "نفسی" ہے بپا۔ ہے نہاں ہر شخص کی الفت کی تہ میں مدعا +
دوست حسنِ خلق کے۔ محکوم دولت کے لئے۔ خویش لطف و مہر کے۔ پبلک لیاقت کے لئے +
پر غرض سے بے غرض ہے تیری شفقت اے پدر۔ مجھ سے تو میرے لئے رکھتا ہے الفت اے پدر +
گر مری تغییرِ خو پھیلائے ہر سو برہمی۔ تیری الفت میں نہ آئے گی نہ آئے گی کمی +

---

[1] رِضَى الرَّبِّ فِي رِضَى الْوَالِدِ (الحدیث) [2] مَا مِنْ وَلَدٍ بَارٍّ يَنْظُرُ إِلَى وَالِدَيْهِ نَظْرَةَ رَحْمَةٍ إِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ بِكُلِّ نَظْرَةٍ حَجَّةً مَبْرُورَةً (الحدیث) ترجمہ

Taj Tahir Foundation

ڈر نہیں میری روش سے نفس کو آفات کا ۔ رشتۂ پا ڈر ہے تیرا اور خدا کی ذات کا +

تیرے ڈر سے وقفِ حفظِ جسم و جاں رہتی ہوں میں ۔ تیرے خوش رہنے کی خاطر شادماں رہتی ہوں میں +

کاش میں یونہی رہوں خوش ۔ تو یونہی راضی رہے ۔ کاش مستقبل سدا آئینۂ ماضی رہے +

تیرے ان لبہائے خنداں سے نہ نکلیں جھڑکیاں ۔ شعلہ افشاں ہوں نہ یہ قصرِ ارم کی کھڑکیاں +

آہ ۔ میں ہرگز نہ بھولوں گی وہ ایامِ طرب ۔ جب مجھے حاصل تھا "تُجّے" کا محبت زا لقب +

جب مجھے آتے تھے دُنیا کے یہی دو چار کام ۔ کھیلنا ۔ کھانا ۔ پہننا ۔ شادماں رہنا مدام +

جب نشاط و عیش افزوں تھا خرد کم ۔ عقل کم ۔ جب پہیلی تھیں ۔ معمّا تھیں ۔ لغاتِ فکر و غم +

لب تک آیا تھا نہ جامِ تشنگی افزائے علم ۔ طبع تھی ناواقفِ آزارِ استسقائے علم +

تھا یہ حالِ علم گر سیدھی لکیر اک دیکھ لی ۔ ہو کے خوش "آہا الف ۔ آہا الف" چلا اُٹھی +

آہ ۔ میرا عہدِ طفلی ۔ توبہ ۔ عہدِ سلطنت ۔ کس قدر رشک آفریں تھا ۔ کس قدر پُر تمکنت +

تیرا گھر وہ سرزمیں تھی جس میں میرا راج تھا ۔ تیرا زانو تخت گہ تھا دستِ شفقت تاج تھا +

تھی نظر سے دُور اک معصومہ ۔ اک حورِ جناں ۔ میں سمجھتی تھی کہ میرا باپ ہی ہے میری ماں +

شب کو اکثر تجھ کو سرہانے کھڑا پاتی تھی میں ۔ پیار کی نظروں سے جھک کر دیکھتا پاتی تھی میں +

ہے مرے نزدیک سارا واقعہ کل کی سی بات ۔ کیا تجھے بھی یاد ہے ؟ اے والدِ عالی صفات +

تو نے جب بازیچۂ اطفال میں رکھا قدم ۔ لڑنے والوں نے بتایا کس طرح تجھ کو حکم +

اُف وہ ننھے شاکیوں کے مُنہ بنانے کی ادا ۔ اور وہ جج کے مُسکرانے سر ہلانے کی ادا +

اپنی لغزش یاد ہے ۔ تیری نصیحت یاد ہے ۔ یاد ہے مجھ کو وہ اندازِ ملامت یاد ہے +

"میری بیٹی ! میری بیٹی ہو ۔ تو بچنا جھوٹ سے ۔ عیب جو بدتر سے بدتر ہے وہ اچھا جھوٹ سے +

یوں مرے پیشِ نظر ہے ابتدائی زندگی ۔ یاد تھی جس طرح آدم کو بہشتی زندگی +

وا دریغا ۔ دن دہاڑے ۔ کل جہاں کے سامنے ۔ میرا گنجِ عیش لوٹا راہزنِ ایام نے +

لوٹ آ ۔ اے عشرتِ ایامِ طفلی ۔ لوٹ آ ۔ پھر مجھے اک بار ۔ بس اک بار ۔ اپنا مُنہ دکھا +

Taj Tahir Foundation

اے پدر! آغوش تیری ہے وہ دار الانقلاب۔ جس میں ہوتا ہے مبدل عہدِ طفلی سے شباب +
تو وہی رہبر۔ وہی اُستاد ہے میرے لئے۔ میں وہی بچی۔ وہی نافہم ہوں تیرے لئے +
مہر لب ہے گرچہ تیرا پاس جذبات اے پدر۔ کہہ رہا ہے دل زبانِ بے زبانی سے مگر +
"ہو جدا یعقوبؑ سے یوسفؑ نہ زنداں کے لئے۔ پھل نہ مہجورِ شجر ہو حلقِ انساں کے لئے +

جب کہوں میں خیر باد اس عالم حق پوش کو۔
روح چل دے سونپ کر قالب تری آغوش کو +

الفقیرۃ الفانیہ

ز۔ خ۔ ش (علی گڈھ)

Taj Tahir Foundation

مرکنٹائل پریس لاہور میں باہتمام بابو ودلیارام پرنٹر چھپی
اور دار الاشاعت پنجاب سے شائع ہوئی

Taj Tahir Foundation

Taj Tahir Foundation

ادبی تصانیف

لیلےٰ یا محاصرۂ غرناطہ ۔ مترجمہ سید امتیاز علی صاحب تاج بی۔ اے اڈیٹر کہکشاں۔ ہسپانیہ میں اسلامی تہذیب و تمدن کی آخری جھلک۔ مور خاندان کے فلسفی شہنشاہ ابو عبداللہ کا حسرتناک انجام۔ حفظ وطن و مذہب کے لئے غرناطہ کے مرد میدان موسیٰ ابن ابی غازان کی سرگرم مساعی عیسائیوں کے محکمہ احتساب کے ہولناک مظالم۔ حصول آزادی کے لئے یہودیوں کی دیوانہ وار کشمکش۔ اور مذہبوں اور سلطنتوں کی اس جدوجہد کے درمیان لیلےٰ! ایک مجنون یہودی کی دختر! جو قوم یہود کو غلامی سے نجات دلانے کے لئے پروان چڑھائی گئی تھی۔ غرناطہ کے مسلم مرد میدان کو چاہنے لگی۔ واقعات کی رَو اسے کہیں سے کہیں بہالے گئی۔ اور وہ عیسائیت کی آغوش میں جاتی ہوئی اپنے نامراد باپ کے خنجر سے تمام ہوگئی۔ انداز تحریر کے شکوہ۔ افراد قصہ کی سیرت کے مکمل بیان اور صحیح تاریخی واقعات اور اثر و تاثیر کے لحاظ سے ادب اُردو میں حیرت انگیز اضافہ ہے۔ قیمت عہ

عذرا ۔ ابن کے باپ نے حنیف کو ایک صندوقچی دی۔ اور وصیت کی۔ کہ میرا ایک خورد سال بچہ جب بالغ ہو جائے۔ تو یہ صندوقچی کھولی جائے۔ اس صندوقچی میں سے ایک تحریر نکلی جس کے بموجب حنیف و ابن افریقہ کے لق و دق جنگلوں میں ایک ایسی عورت کے ملک میں پہنچے۔ جو ہزار سال سے زندہ چلی آتی تھی۔ اور آگ کے شعلوں میں نہایا کرتی تھی۔ اس کے حالات ایسے عجیب ہیں۔ کہ نہ آنکھوں نے دیکھے۔ اور نہ کانوں نے سُنے۔ قیمت عہ

شیخ حسن ۔ روحانیات کے متعلق ایک نہایت دلچسپ کتاب جو چشم دید واقعات پر مبنی ہے۔ دنیا میں جنّوں کا وجود ہے یا نہیں؟ روحیں دُنیا میں بُلوائی جاسکتی ہیں یا نہیں؟ روحوں کو عامل کس طرح بلاتے ہیں؟ روحوں کے اقتدار میں کیا کچھ ہے؟ ان سب کا اس کتاب میں ذکر ہے۔ شیخ حسن کی دردناک داستان اور رشید کا الم ناک انجام۔ آنکھوں میں آنسو بھر لاتا ہے۔ عالم ارواح کا بیان بدن کے رونگٹے کھڑے کرتا ہے۔ اور مصطفےٰ اور علی دونوں بھائیوں کے کیرکٹر اس قدر عمیق۔ مکمل اور دلچسپ ہیں۔ کہ بہت کم اُردو ناولوں میں بیان کئے گئے ہوں گے۔ قیمت ۱۲ ار

ملنے کا پتہ :- دار الاشاعت پنجاب لاہور
(مرکنٹائل پریس لاہور میں باہتمام منشی اللہ بخش پرنٹر چھپا)

Taj Tahir Foundation